قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

آپ فرما دیجئے، لاؤ تم اپنی دلیل اگر سچے ہو

آئینہ حق و باطل

علامہ غلام نصیر الدین چشتی

جماعت اہل سنت و جماعت شعبہ خواتین

فاروق آباد شیخوپورہ

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

" فرما دیجئے لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو "

آئینہ حق و باطل

علامہ غلام نصیر الدین چشتی

جماعت اہلسنّت و جماعت

شعبہ خواتین فاروق آباد شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب .... آئینہ حق و باطل

مولف .... علامہ غلام نصیرالدین چشتی گولڑوی

تصحیح .... محمد یٰسین قادری شطاری

.... محبوب احمد چشتی

تاریخ طبع .... ۲۵ دسمبر ۱۹۹۴ء ۲۱ رجب ۱۴۱۵ ہجری

ناشر .... جماعت اہلسنت و جماعت شیخوپورہ

.... شعبہ خواتین فاروق آباد

قیمت .... ۲۵/- روپے

ملنے کا پتہ

○ ادارہ لوح و قلم جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور نمبر ۸ - کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

○ محبوب علی غوثیہ کریانہ سٹور مین بازار مقابل
جنوب مشرقی گیٹ غلہ منڈی ہارون آباد

فہرست

ہے اور نہ دین ہی کا یہ مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۱۶)

۹۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اس کے بعد بتدریج وہ لوگ ان کے ہاں تقرب حاصل کرتے چلے گئے جو حضرت عثمان کے خلاف شورش برپا کرنے اور بالآخر انہیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے حتیٰ کہ انہوں نے مالک بن الاشتر اور محمد بن ابوبکر کو گورنری کے عہدے تک دے دیئے۔

قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں ان دونوں صاحبوں کا جو حصہ تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پورے زمانہ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کام ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۳۶)۔

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں قارئین کرام نے ملاحظہ فرما لیا کہ مودودی صاحب کو ان تمام نفوس قدسیہ میں خامیاں اور غلطیاں نظر آتی ہیں۔ اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ خود اپنی ذات کے بارے میں ان کا کیسا نظریہ ہے۔ "خدا کے فضل سے میں کوئی کام یا کوئی بات جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں کیا اور کہا کرتا ایک ایک لفظ جو میں نے اپنی تقریر میں کہا ہے تول تول کر کہا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ حساب مجھے خدا کو دینا ہے نہ کہ بندوں کو۔ چنانچہ میں اپنی جگہ بالکل مطمئن ہوں کہ میں نے کوئی ایک لفظ بھی خلاف حق نہیں کہا (رسائل مسائل حصہ اول صفحہ ۳۰ طبع اول)

۱۱۔ جماعت اسلامی کل پاکستان چار روزہ کانفرنس ۲۵ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء

مودودی صاحب نے اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے کہا :

میں اپنے مخلص بھائیوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے مجھے کسی مدافعت کی حاجت نہیں۔ میں کہیں خلاء میں سے یکایک نہیں آگیا ہوں اس سرزمین میں سالہاسال سے کام کر رہا ہوں۔ میرے کام سے لاکھوں آدمی براہ راست واقف ہیں۔ میری تحریریں صرف اسی ملک میں نہیں بلکہ دنیا کے اچھے خاصے حصے میں پھیلی ہوئی ہیں اور میرے رب کی مجھ پر یہ عنایت ہے کہ اس نے میرے دامن کو داغوں سے محفوظ رکھا ہے۔ (روز نامہ مشرق لاہور ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۳ء)۔

یہ ہے جماعت اسلامی کی تحریک کا خلاصہ کہ صرف اللہ تعالیٰ اور مودودی صاحب ہی خامیوں اور غلطیوں سے محفوظ ہیں۔ بعد کے لوگوں کی تو ان کی نظر میں وقعت ہی کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

" آئندہ صفحات میں علماء دیوبند کی وہ گستاخانہ عبارات پیش کی جاتی ہیں جن پر عرب و عجم کے علماء نے فتویٰ کفر صادر کیا ہے۔ ملاحظہ فرما کر حق و باطل میں امتیاز کیجئے اور اپنی عاقبت کی فکر کیجئے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین"

دیو بندیوں کا مذہب : غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ لکھتے ہیں :

" دیوبندی حضرات کے مقتداو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے

شاگرد مولوی حسین علی صاحب ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی اور ان کے شاگرد بعض دیگر علمائے دیوبند کے نزدیک اللہ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔ دیکھئے مولوی حسین علی صاحب اپنی تفسیر **"بلغة الحیران"** مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور۔ بار اول صفحہ ۱۵۷ - ۱۵۸ پر۔ ارقام فرماتے ہیں۔ اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کوئی بھی علم نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا اور آیات قرآنی جیسا کہ ولیعلم الذی وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں"

نوٹ (الف) : اسی تفسیر کے صفحہ ۴ پر آخری سطر یہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

" یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں حضرت صاحب (مولوی حسین علی) نے غلام خان سے قلم بند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہے۔"

(ب) اس مقام پر یہ کہنا بھی غلط اور مضحکہ خیز ہے کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ اس لئے کہ جب مولوی صاحب مذکور نے قرآن و حدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ کسی کا بھی مذہب ہو۔ قرآن و حدیث جس پر منطبق ہے اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔

اہلسنّت کا مذہب : اہلسنّت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از سلام ہے۔ (دیکھئے شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۱) مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ شَيْئًا قَبْلَ وُقُوْعِهَا فَهُوَ كَافِرٌ وَّاِنْ عُدَّ قَائِلُهُ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ ۝

(ترجمہ) جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔

آیہ کریمہ۔ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اور اس قسم کی دیگر آیات و احادیث میں مجاہدین و غیر مجاہدین اور مومنین و منافقین کا امتیاز باہمی مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر مجاہدین کو مجاہدین سے ابھی تک جدا نہیں کیا۔ آئندہ (علم الٰہی کے مطابق) انہیں الگ کر دیا جائے گا یہاں وہ "علم" "تمیز" مراد ہے۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ بِمَنْزِلَةِ "فَلَيُمَيِّزَنَّ اللّٰهُ" کے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ میں خبیث کا طیب سے جدا ہونا منصوص ہے۔ ایسی ہی ان آیات میں (جنہیں مولوی حسین علی نے نفی علم الٰہی کی دلیل سمجھا ہے) مومنین و منافقین اور مجاہدین و غیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا مذکور ہے (دیکھئے بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۰۳) "فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلَيُمَيِّزَ اللّٰهُ لقوله لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ .... اِنْتَهٰى"

یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم و خبیر کو ان کا علم نہیں اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔

علم الٰہی کے بارے میں دیوبندی عقیدہ

(دیکھئے راہ و رسم منزلہا مطبوعہ گیلانی پبلشر گولڑہ شریف)

حضرت سید نصیرالدین نصیر گیلانی لکھتے ہیں۔ انبیاء' اولیاء کے علم کا تو مذکور ہی کیا جبکہ ایک دیوبندی عالم دین خدا کے علم کے بارے میں لکھتے

ہیں :

" اور انسان خود مختار ہے، اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے، بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔"

اگر مولانا کے ارشاد کے مطابق یہ عقیدہ اختیار کر لیا جائے کہ انسان کے عمل کرنے سے پہلے خدا کو علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کرے گا یا کیا کرنے والا ہے، بلکہ جب وہ کوئی کام کر چکتا ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے تو پھر دن رات کی یہ رٹ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں، کیا معنی رکھتی ہے؟ انسان کے عمل سے پہلے اس کا عمل پردۂ خفا یعنی غیب میں ہوتا ہے؟ اگر غیب سے نہیں تو کیسے کہتے ہیں؟ اگر پردۂ خفا میں ہونے کے وقت بھی خدا کو اس عمل کا علم نہیں تو پھر علام الغیوب کے کیا معنی ہوں گے؟ اور جب عمل صادر ہو جائے تو انسان اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ یعنی انسانوں کو بھی کسی انسان کے عمل کا علم اس کے صادر ہو جانے کے بعد ہوتا ہے اور نعوذباللہ اگر خدا کو بھی انسانی اعمال کا علم ان کے صدور کے بعد ہی ہو تو آپ ہی فرمائیے کہ پھر خدا اور انسان کے علم میں کیا فرق رہا؟ اور پھر علم الٰہی کے بارے میں ان ارشادات الٰہیہ کی تفسیر کیا ہوگی؟

"اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" (القرآن ۵۹ - ۱۸)

"وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ" (القرآن ۵ - ۹۹)

"یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ" (القرآن ۶ - ۳)

"اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (القرآن ۳۵ - ۳۸)

"اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" (القرآن ۳۵ - ۳۸)

"وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ" (القرآن ۳ - ۱۶۷)

"وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ" (القرآن ۳۱ - ۳۴)

"وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ" (القرآن ۹ - ۷۸)

"وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ" (القرآن ۶ - ۵۹)

"وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ" (القرآن ۵۰ - ۱۶)

"اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ" (القرآن ۳۵ - ۸)

"یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ" (القرآن ۲ - ۷۷)

"اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" (القرآن ۸ - ۴۳)

حالانکہ اگر قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو ایسی بے شمار آیات ملیں گی جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام موجودات پر محیط ہے اور کوئی شئی کسی آن اس کے علم سے باہر نہیں۔

اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔

آیت مذکورہ میں جن پانچ امور کا ذکر کیا گیا ہے، انہیں امور خمسہ اور مفاتح الغیب کہا جاتا ہے، جن کا علم خدا کے ساتھ مختص ہے۔ ہاں اگر وہ ان میں سے کسی بات کا علم اپنے کسی نبی یا ولی کو بطور معجزہ و کرامت عطا فرما دے تو یہ اس اختصاص کے ہرگز منافی نہیں۔ اس لئے کہ کثیر آیات و احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

چونکہ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ بندے کے کسی عمل کا علم اس کے صادر ہونے کے بعد ہوتا ہے، پہلے نہیں۔ اس لئے ہم آیت محولہ بالا سے صرف ایک جملہ پیش کرتے ہیں اور یہ پوچھتے ہیں کہ اگر موصوف کی بات مان

ن جائے اور علم باری تعالیٰ کے متعلق وہی عقیدہ رکھا جائے جو انہوں نے بیان کیا تو پھر وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا" کے معنی کیا ہوں گے؟ کیونکہ اس میں تو یہ بیان کیا جارہا ہے کہ کوئی یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا؟ یعنی اسے کوئی انسان نہیں جانتا' مگر اللہ جانتا ہے کہ وہ کل کیا کرنے یا کمانے والا ہے۔ اس جملے میں خدا نے انسان کے علم کی نفی فرمائی اور اپنے علم کو ثابت فرمایا ہے۔ عربی میں غدا" آئندہ کل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جو لمحہ ہنوز حال میں داخل نہیں' وہ مستقبل میں شمار ہے۔ چونکہ غدا" بھی مستقبل کے ضمن میں آتا ہے' لہٰذا جو لمحہ حدود حال سے ہنوز وراء ہے اسے مستقبل ہی میں شمار کرنا پڑے گا۔ خواہ وہ مستقبل قریب ہو یا بعید۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ آیت کے اس جملے میں یہ اعلان فرما رہا ہے کہ آنے والے لمحے کا علم اگر کسی کو ہے تو وہ صرف میری ذات ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ جب انسان عمل کر چکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آئندہ کل کے امور کا علم صرف مجھے ہے۔ اب ہم خدا کی بات مانیں یا مولوی صاحب کی۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں جن امور خمسہ کا بیان ہوا ہے ان سب کا تعلق حال اور ماضی کی نسبت مستقبل سے زیادہ ہے اور مولوی صاحب خدا کے علم مستقبل سے انکار کر رہے ہیں' کیونکہ ان کے بقول جب خدا کو عمل کے بعد اس کا علم ہوتا ہے تو اس صورت میں عمل ماضی کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور خدا انسان کے لئے اس کے مستقبل کے علم کی نفی فرما رہا ہے اور اس کے علم کو اپنی ذات کے ساتھ مخصوص فرما رہا ہے۔ پھر آیت کا آخری جملہ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ تو اس بات پر بدرجۂ اتم شاہد ہے' یعنی مذکورہ امور خمسہ کا علم اور ان کی اطلاع صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو ہے۔

قارئین کرام! آیت مذکورہ پر غور کرنے اور ہمارے تبصرہ کو سمجھنے کے بعد مولوی صاحب کے علم خداوندی سے متعلق بیان فرمودہ عقیدے پر غور کر سکتے ہیں کہ آیا وہ نص قرآن کے مطابق ہے یا مخالف۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی کیا تشریح فرمائی ہے اور مولوی صاحب نے کیسی بے پر کی اڑا دی' مگر اب کس کی مجال کہ ان سے الجھ سکے۔

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد؟

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ان علماء کا یہ حسن سلوک صرف انبیاء و اولیاء کے ساتھ ہی مختص ہے' مگر اب جا کر یہ عقدہ حل ہوا۔

تمہاری زلف بڑی صاحب تصرف ہے
کہ بچ کے آپ سے پروردگار تک نہ رہا

یعنی امت میں ایسے افراد بھی ہیں' جو ایک طرف تو اپنے خالق کے عالم غیب ہونے کے قائل ہونے کے ساتھ مسئلہ علم غیب پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر دوسری طرف وہ اسی لامحدود کو محدود ثابت کرنے کے درپے نظر آتے ہیں۔ اگر اس کے لامحدود علم کو زمان و مکان کی قیود میں جکڑ دینا ہی تبلیغ دین اور موحدین کا طرہ امتیاز ہے تو مولانا کو اپنی تحقیق مبارک ہو' ہم تو قرآن و سنت اور احادیث و اجماع امت کے قائل ہیں' جس کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے۔ یعنی ہر شے کے پیدا ہونے سے قبل اسے ازل ہی میں اس کے حرکات و سکنات' اطوار و اعمال کا علم ہے لہٰذا موصوف کی محولہ بالا عبارت کے ظاہر پر نظر کرنے سے قارئین خود بھی یہ